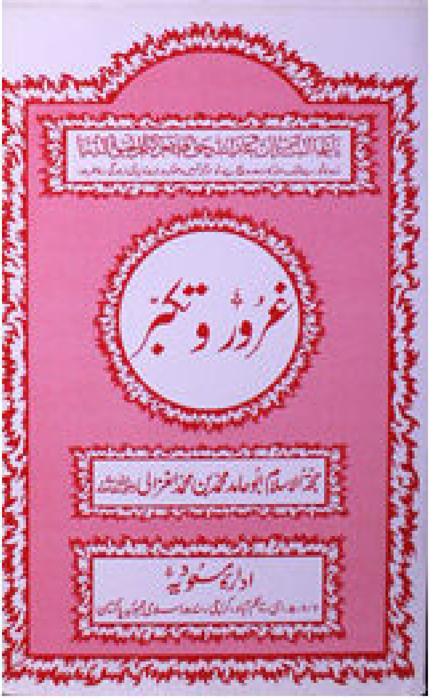

Marfat.com

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دُنیا کی زندگی (فاطر: ۵)

غُرُور و تکبّر

حجۃُ الاسلام ابُو حامد محمّد بن محمّد الغزالی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مترجم

عبدالرحیم

اِدارۂ مسعُودیہ

۵/۶/۲-۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جان لے کہ مخلوق دو قسم ہے حیوان اور غیر حیوان حیوان دو قسم ہیں مکلف اور غیر مکلف۔ مکلف وہ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کرنیکا حکم دیا ہے اور اسکے بجالانے پر ثواب کا وعدہ دیا ہے اور گناہوں سے روکا ہے اور عذاب سے ڈرایا ہے اور غیر مکلف وہ جنکو ان باتوں کا مخاطب نہیں کیا پھر مکلف دو قسم ہیں مومن اور کافر پھر مومن دو قسم ہیں۔ فرماں بردار اور نافرمان پھر فرمانبردار اور نافرمان دونوں کے دو دو قسم ہیں عالم اور جاہل مگر تو دیکھے گا کہ مومن اور کافر سب قسم کے مکلف غرور میں پھنسے ہوئے ہیں مگر جسکو رب العالمین نے بچالیا اگر اللہ نے چاہا تو میں ان کے دھوکے کو ظاہر کرکے دلیل بیان کروں گا بہت مختصر عبارت اور عجیب اشارات سے وضح طور پر سمجھادونگا جان لے کہ کافروں کے سوا مغروروں کی چار قسمیں ہیں بعض علماء۔ بعض عابد۔ بعض مالدار۔ اور بعض صوفی سب سے پہلے ہم کافروں کا غرور بیان کرتے ہیں اُنہوں نے دو طرح پر دھوکا کھایا ہے بعض کو تو دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا ہے اور بعض کو اللہ تعالیٰ کی ہستی میں دھوکا اور شک ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کو دنیاوی زندگی کی وجہ سے دھوکا لگا ہے۔ کہتے ہیں نقد ادہار سے بہتر ہے اور دنیاوی لذات یقینی ہیں اور آخرت کے انعام شکی اور محض وہمی چیز حاصل کرنے کو یقینی چیز سے دست بردار نہیں ہونا چاہیے اور یہ بالکل باطل اور ابلیسانہ خیال ہے۔ چنانچہ ابلیس نے بھی (جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا) تو کہا میں اس سے بہتر ہوں اُس نے وہم کیا کہ بھلائی صرف اسباب کے لحاظ سے ہی ہوا کرتی ہے اس دھوکے کا ازالہ دو طرح سے ہو سکتا ہے یا بذریعہ تصدیق یعنے ایمان یا بذریعہ دلیل۔ تصدیق یہ ہے کہ اللہ کے کلام کو سچا سمجھیں

Marfat.com

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے وما الحیاۃ
الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ نہیں دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی آوردہ تعلیم کی تصدیق کریں دلیل یہ ہے کہ اپنے قیاس کی غلطی معلوم کریں انکا یہ کہنا کہ دنیا
نقد ہے اور آخرت ادھار یہ تو صحیح ہے لیکن یہ بات کہ نقد ادھار سے بہتر ہوا کرتا ہے دھوکا ہے
کیونکہ یہ اس صورت میں ہے کہ نقد اور ادھار مقدار اور مقصود میں برابر ہوں تب تو
بیشک نقد بہتر ہے اور اگر نقد ادھار کی نسبت کم ملے تو ادھار یقیناً بہتر ہے اور یہ
(بدلائل) معلوم ہو چکا ہے کہ آخرت ہمیشہ رہیگی اور دنیا ابدی نہیں لیکن انکا یہ کہنا کہ دنیا
کی لذتیں یقینی ہیں اور آخرت کی وہمی یہ بھی باطل ہے بلکہ یہ مومنوں کے نزدیک تو یقینی ہے اور
انکے یقین کے دو اسباب ہیں ایک تو ایمان اور تصدیق ہے انبیاء اور علماء کی تقلید کی بنا پر جیسا
دوا کے بارہ میں لائق طبیب کی پیروی و تقلید کی جاتی ہے دوسرا سبب انبیاء پر نازل شدہ
وحی اور اولیاء کا الہام یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم امور آخرت
اور امور دنیا کے بارہ میں محض جبرئیل علیہ السلام کی تقلید پر ہی موقوف تھا کیونکہ جس
معرفت کی بنیاد صرف تقلید پر ہی ہو صحیح نہیں ہوتی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ
نے اس بات سے پاک رکھا ہے بلکہ نور بصیرت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے آپ پر اشیاء کے راز
کھولدیے اور آپنے اس طرح معلوم کرلیا جیسا کہ ظاہری آنکھ کے ساتھ حسی چیزوں کو دیکھتے تھے
فصل اور صرف زبان اور عقیدہ کی مومن جب اللہ کے احکام یعنے نیک کام چھوڑ دیں اور
نفسانی خواہشات میں پھنس جائیں تو بس دھوکا میں وہ کافروں کے شریک ہیں (خلاصہ) یہ کہ دنیاوی
زندگی کافروں اور مومنوں سبھی کو لیے دھوکے کا موجب ہے لیکن کافر کا دھوکا اللہ کے بارہ میں
جیسا کہ بعض کہتے ہیں کہ اگر اللہ ہمیں (قیامت کو) دوبارہ زندہ کریگا تو ہم دوسروں کی نسبت نعمتوں
کے زیادہ حقدار ہونگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف میں ذکر فرمایا ہے کہ کافر بھائی نے مومن
بھائی کو جواب دیتے وقت) کہا مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۙ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ
قَآئِمَةً میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (باغ) کبھی بھی برباد ہو اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت

Marfat.com

قائم ہوگی اور یہاں بھی انکو ایک شیطانی قیاس کی وجہ سے دھوکا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی تو وہ دنیا میں اپنے پر اللہ کی بہت سی نعمتیں دیکھکر آخرت کو بھی اسپر قیاس کرتے ہیں (یعنے چونکہ یہاں ہم بڑے مزے میں ہیں آخرت میں بھی آرام سے ہی رہیں گے) اور کبھی وہ دنیا میں اللہ کے عذاب کی ڈھیل دیکھکر اسی پر آخرت کو قیاس کر لیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے انکی بابت خبر دی ہے کہ وہ کہتے ہیں لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ کیوں نہیں ہمکو اللہ عذاب کرتا ہمارے ان قولوں کی وجہ سے اور کبھی وہ مومنوں کی شکستہ حالت دیکھکر خیال کرتے ہیں اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنپر اللہ نے ہمارے درمیان میں سے (جبکہ) احسان کیا ہے اگر (یہ ایمان) کوئی بھلی بات ہوتی تو ہرگز یہ اسکیطرف ہم سے پہلے سبقت نہ کرتے اور جن خیالات کی وجہ سے ان کے دلوں میں یہ قیاس پیدا ہوتا ہے یہ ہیں کہ ہم پر اللہ تعالی نے دنیا کی نعمتوں کا احسان کیا ہے اور جو محسن ہوتا ہے وہ محب ہوتا ہے اور ہر محب محسن ہوتا ہے مگر اصل میں یہ درست نہیں بلکہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے محسن ہوتا ہے اور محب نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات تو احسان آہستہ آہستہ ہلاکت کا موجب ہو جاتا ہے اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی دنیا کی طرف سے اپنے مومن بندے کی اس طرح حفاظت کرتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی مریض کو کھانے پینے سے پرہیز کراتا ہے حالانکہ مریض کھانے پینے کو چاہتا ہے اسی لیے دانا لوگ جب دنیا کو اپنے پر فراخ پاتے تو غمناک ہوتے اور جب فقر آتا تو خوش ہوتے اور کہتے مرحبا کہ صالحین کی عادت آئی اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ لیکن انسان کو جب اللہ تعالے آزمائش میں ڈالے پھر اسکو عزت اور نعمت دے پس کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھ کو عزت دی۔ اور نیز فرمایا اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ مال اور بیٹے جن کی ہم انپر بہتات کر رہے ہیں انکے لیے بھلائی کا

Marfat.com

سامان ہے بلکہ یہ نہیں سمجھتے۔ نیز فرمایا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ انکو بتدریج لیجائیں گے اس طرح کہ یہ معلوم بھی نہ کرسکیں گے اور انکو ڈھیل دونگا تحقیق میری تدبیر بڑی زبردست ہے نیز فرمایا ہے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ پس جب بھول گئے وہ چیز جسکے ساتھ وہ نصیحت کیے گئے تھے ہمنے انپر ہر چیز کے دروازے کھولدیے یہانتک کہ جب وہ نعمتوں کے ساتھ خوش ہو گئے ہمنے انکو اچانک پکڑ لیا پس ناگاہ وہ نا امید ہو گئے۔ پس جسکے دل میں ایسے دھوکے سما گئے وہ اللہ کے ساتھ ایمان نہ لایا اور اس غرور و دھوکا کی بنیاد اسکی ذات و صفات سے ناواقفی ہے جس نے اللہ کو پہچانا وہ اسکی تدبیر سے بیخوف نہیں ہو سکتا کیا یہ لوگ فرعون و ہامان و نمرود کی طرف نہیں دیکھتے کہ باوجودیکہ اللہ نے انکو کس قدر مال دیکر کس طرح نابود و ہلاک کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر سے ڈرایا ہے اور فرمایا ہے فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ پس اسکی تدبیر سے نقصان اٹھانے والی قوم کے سوا کوئی بیخوف نہیں ہوتا نیز فرمایا ہے وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ انہوں نے بری تدابیر کیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کنندہ ہے۔ نیز فرمایا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا پس مہلت دے کافروں کو میں انکو تھوڑی سی مہلت دونگا۔ پس جسکو اللہ تعالیٰ نعمت دے اسے چاہیے کہ ڈرتا رہے کہ اس نعمت کی وجہ سے مستحق عذاب نہو جائے فصل لیکن گنہگار مومنوں کو اللہ کے غفور و رحیم نام سے دھوکا لگتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اسکی بخشش کے امیدوار ہیں اور اسی پر بھروسا کرکے عمل چھوڑ دیتے ہیں یہ بات (رجا) امید کے لحاظ سے تو دین میں پسندیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے اور اسکی نعمتیں اور کرم عام ہیں اور ہم موحد اور مومن ہیں امیدوار ہیں کہ ایمان اور فضل و احسان کو وسیلہ (کامیاب ہونگے) اور بعضوں کو ماں باپ کی بزرگی کا سہارا ہوتا ہے اور یہ سخت دھوکا ہے کیونکہ انکے والدین تو باوجو

نیکی اور خوف خدا کے ڈرتے ہی رہتے تھے اور انکے اس شیطانی اور فاسد خیال کی بنیاد
یہ ہے کہ جو کوئی کسی شخص کو دوست رکھتا ہے اسکی اولاد سے بھی محبت کرتا ہے چونکہ
اللہ تعالے نے ہمارے والدین کو دوست رکھا ہم سے بھی محبت کرے گا ہم کو
اطاعت کی ضرورت نہیں پس انھوں نے اس بات پر بھروسا کر لیا اور اللہ تعالے
کے بارہ میں دھوکا کھایا اور نہ جانا کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کشتی میں سوار
کرنے کی اجازت چاہی مگر آپ کو روکا گیا اور اللہ تعالے نے اسی بیٹے سے اسکو
غرق کیا جس سے باقی قوم نوح غرق ہوئی نیز ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر
کی زیارت اور دعاء مغفرت کی اجازت چاہی مگر صرف زیارت کی اجازت ملی اور مغفرت
طلب کرنے کی اجازت نہ ہوئی نیز اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی
کوئی بوجھ اٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا۔ نیز اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاَنْ لَّيْسَ
لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہی جسکے لیے اس نے کوشش کی جو
شخص یہ گمان کرتا ہے کہ باپ کی پرہیزگاری سے یہ بھی نجات پا جائے گا
گویا ظن کرتا ہے کہ باپ کے کھانے سے یہ بھی سیر
ہو جائے گا اور اس کے پینے سے اسکی بھی پیاس جاتی رہے گی تقوی تو فرض عین ہے
اس میں والد اولاد کی طرف سے کفایت نہیں کر سکتا اور تقوی کی جزا کے وقت آدمی
اپنے بھائی اور ماں باپ و بیوی اور بیٹے سب سے بھاگ جائیگا مگر محض بر سبیل شفاعت
کیا یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول بھول گئے دانا وہ ہے جس نے اپنے
نفس کو ذلیل کیا اور موت کے بعد (کام آنے والے) عمل کیے۔ اور عاجز وہ ہے
جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگایا اور اللہ پر (بخشش کی) امید رکھی اور اللہ
تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تحقیق وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور
(ممنوعات شرعیہ سے) ہجرت (علیحدگی) اختیار کی اور اللہ کے رستہ میں جہاد (کوشش) کیا

Marfat.com

بھی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے نیز فرمایا کہ مومنوں کو بہشت میں داخل کرتے وقت کہا جائیگا جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یہ انکے عملوں کی جزاء ہے اور امید تب تک صحیح نہیں ہو سکتی جب تک پہلو اسکے بھی عمل نہ کیا جائے اور اگر بغیر عمل کے امید لگا بیٹھے تو خواہ نخواہ دھوکا ہے اصل میں رجاء امید تو صرف خوف اور ناامیدی کی حرارت کو سرد کرنے کے لیے، تدبیر کے طور پر واقع ہوئی ہے اور اسی فائدہ کے لیے قرآن مجید نے اسکا ذکر کیا ہے تاکہ زیادتی اعمال کے لیے موجب ترغیب ہو **فصل** اور دھوکا میں انہی کے قریب قریب اور گروہ بھی ہیں جن میں اطاعت اور گنہگاری دونوں موجود ہیں مگر ان کے گناہ زیادہ ہیں اور وہ مغفرت کی توقع رکھے ہوئے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ انکی نیکیوں کا پلڑا جھک جائیگا حالانکہ انکی برائیاں زیادہ ہیں اور یہ نہایت ہی جہالت ہے تو ان میں سے ایک کو دیکھیے گا کہ حلال و حرام سے ملے جلے چند درہم صدقہ کرتا ہے حالانکہ جو کچھ دوسرے لوگوں کا اور دیگر مشتبہ ذرائع کا مال اس کے پاس موجود ہے اس سے کہیں زیادہ ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسی کوئی میزان کے ایک پلڑے میں دس درہم رکھدے اور دوسرے میں ہزار اور خواہش کرے کہ یہ دس والہ پلڑا جھک جائے اور یہ کیسی نادانی ہے **فصل** اور بعض گمان کرتے ہیں کہ انکی نیکیاں گناہوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے نفس کا حساب نہیں کرتے اور نہ ہی اپنی برائیاں معلوم کرتے ہیں جب نیکی کرتے ہیں تو اسکو یاد رکھتے ہیں جیسا کہ کوئی زبان سے شب و روز میں سو یا ہزار بار استغفار اور تسبیح پڑھے پھر مسلمانوں کی غیبتیں بھی کرے اور سارا دن ایسے کلمات بھی کہتا رہے جن سے اللہ خوش نہیں ہوتا وہ اپنی تسبیحات کی فضیلت کا تو خیال کرتا ہے مگر جھوٹوں۔ چغل خوروں۔ اور منافقوں کے بارہ میں جو عذاب وارد ہے اس سے غافل ہے اور یہ سخت دھوکا ہے پس اس کے لیے زبان کو بند رکھنا تسبیحات کہنے سے زیادہ ضروری ہے۔

Marfat.com

فصل مغروروں کے کل گروہوں اور ہر فرقہ کی قسموں کے بیان میں (پہلی قسم مغرور علما کے بیان میں) اور یہ کئی گروہ میں ایک گروہ وہ ہے جنہوں نے شرعی اور عقلی علوم خوب یاد کیے اور اچھی طرح ان میں غور و فکر کیا اور انہی میں مشغول ہوئے اور ظاہری اعمال و اخلاق سے غافل ہو گئے اور انکو گناہوں سے روکنے اور اطاعت پر لگانے کی فکر نہ کی اور اپنے علم پر غرہ ہو کر ظن کیا کہ ہم اللہ کے نزدیک بڑے رتبہ پر ہیں کہ ہمارے جیسے عالم کو تو اللہ بالکل عذاب نہ کریگا بلکہ دوسری مخلوق کے بارہ میں ہماری سفارش قبول کرے گا اور ان سے کسی گناہ و خطا کے بارہ میں مطالبہ نہ ہو گا اور یہہ بہی دہوکے میں ہیں اگر یہ غور کی نظر سے دیکھتے تو معلوم کرتے کہ علم دو قسم ہے علم معاملہ اور علم مکاشفہ یعنے اللہ تعالے کی ذات و صفات کا علم۔ پس علم معاملہ سے بہی چارہ نہیں تا کہ حکمت مقصودہ کامل ہو اور وہ حلال و حرام کو معلوم کرنا اور نفس کے برے اور بہلے اخلاق کی شناخت ہے ان کی مثال اس طبیب کیطرح ہے جو لوگوں کا تو علاج کرے مگر خود مریض ہو اپنے نفس کے علاج پر قادر تو ہے مگر کرتا نہیں کیا صرف خاصیت معلوم کر لینے سے دوا فائدہ دے سکتی ہے ہرگز نہیں دوا اسی کو فائدہ کریگی جو بخار ہونے پر اسکو پیے گا یہ لوگ اللہ تعالی کے اس قول سے غافل ہو گئے ہیں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا جس نے نفس کو پاک کیا خلاصی پائی اور جس نے اس کو خراب کیا ہلاک ہوا یہ تو نہیں کہا مَنْ يَعْلَمُ تَزْكِيَتَهَا کہ وہ شخص خلاصی پائیگا جو تزکیہ نفس کی ترکیب جانتا ہو اور علم کو لکہے اور لوگوں کو سکہائے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بہی غافل ہیں جو شخص علم میں ترقی کرے مگر ہدایت میں ترقی نہ کرے اللہ سے دور ہونے میں ترقی کرتا ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کو سب سے زیادہ اس عالم کو عذاب ہو گا جس نے علم سے نفع نہ اٹہایا اسیطرح اور بہت سی احادیث ہیں یہ لوگ نعوذ باللہ دہوکے میں ہیں انپر دنیا اور نفس اور دنیاوی راحت کی محبت غالب ہو گئی ہے اور انہوں نے گمان کر رکہا ہے کہ انکا علم

Marfat.com

ہی بغیر عمل کے انکو آخرت میں نجات دیدے گا (ایک وہ گروہ ہی جس نے علم سیکھا

اور ظاہری اعمال بھی درست کر لیے اور ظاہری گناہ بھی چھوڑ دیے مگر دل کی طرف سے غافل رہے اور اس کی بری صفات: تکبر - ریا - حسد - جاہ طلبی - نخوت ہم زمانہ لوگوں کے ساتھ برا ارادہ اور دور و نزدیک میں شہرت طلبی کے خیالات کو جو اللہ کے نزدیک سخت بری ہیں دل سے دور نہ کیے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال سے غافل ہیں کہ ریا چھوٹا شرک ہے اور حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو نیز مال وجاہ کی محبت دل میں نفاق کو ایسے بوتی ہے جیسے پانی سبزی کو وغیرہ وغیرہ نیز اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ مگر وہ شخص ہلاکت سے بچیگا جو اللہ کے پاس سلامتی والا دل لایا پس یہ دل سے غافل ہو کر ظاہر کیطرف مشغول ہو گئے جسکا دل قابو نہ ہوا اطاعت صحیح نہ ہو سکی یہ خارش والی مریض کیطرح ہیں جسے حکیم نے دوائی ملنے اور پینے دونوں کا حکم دیا ہو مگر اس نے ملنے والی تو استعمال کی اور پینے والی کو چھوڑ دیا اسکا ظاہری فساد تو دور ہو گیا اندر سے مرض باہر کو برابر آتا رہا اور خارش اندرونی مواد کی وجہ سے ہمیشہ رہتی رہی اگر اندرونی بیماری دور ہوتی تو ظاہری بھی جاتی اسی طرح اگر بری صفات دل میں چھپی رہیں تو ان کا اثر جوارح سے بھی دور نہیں ہو سکتا (ایک اور گروہ ہی جنہوں ان باطنی اخلاق کو سیکھا اور یہ بھی جان لیا کہ شریعت نے انکو برا قرار دیا ہے مگر وہ خود پسندی کی وجہ سے خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک ان باتوں سے بلند پایہ رکھتے ہیں اور یہ باتیں تو عوام کے لیے ہیں اور ہم تو اللہ سے بہو بخے ہوئے بندے ہیں ایسی باتوں کی ہم سے بازپرس نہ ہوگی اور ان پر تکبر - اور ریاست وجاہ و شرف طلبی کے علامات ظاہر ہوتے ہیں مگر وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ تکبر نہیں بلکہ دین کی عزت اور علم کی بزرگی اور اللہ کے دین کی مدد ہے مگر وہ غافل ہیں کہ ابلیس کو ایسی باتوں سے خوش کر رہے ہیں - اور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طور سے دین کی مدد کرتے اور کافروں پر غلبہ حاصل کرتے تھے اور صحابہ

Marfat.com

کی تواضع اور عجز اور فقر اور مسکنت کو بھول گئے چنانچہ جب حضرت عمرؓ (بیت المقدس)
سے یا دریوں کی دعوت پر ملک شام میں پھٹے پرانے لباس میں تشریف لائے تو لوگوں
کے اعتراض پر آپ نے جواب دیا ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ نے اسلام کے ساتھ غالب کیا
ہے ہم اسلام کے سوا کسی اور بات میں عزت طلب نہیں کرتے اور یہ مغرور اعلیٰ کپڑوں
کے ساتھ دین کی عزت دیکھتے ہیں اور جب اپنے ساتھیوں پر حسد کی وجہ سے یا وہ
شخص جس نے انکا کسی بات میں رد کیا ہو اور یہ اس کے بارہ میں سخت کلامی کریں تو
اپنے دل میں اُسکو حسد خیال نہیں کرتے بلکہ وہ اُسکو اغضب للحق اغصہ للہ کہو اور
(رد علی المبطل) جھوٹے کا رد گمان کرتے ہیں حالانکہ اُسکو ذاتی عداوت ہوتی ہے یہ
بھی دھوکا کھا رہا ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی اور عالم پر طعن کرتا ہے تو
اسکو بالکل غصہ نہیں آتا بلکہ بعض اوقات خوش ہوتا ہے اور اگر کسیوقت لوگوں
کے سامنے اسپر (یعنے جس نے کسی اور عالم پر ہجو کی ہو) غصہ کا اظہار کرتا ہے تو دل میں
اُسکو دوست رکھتا ہو اور کسی وقت عالمانہ باتیں شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہو میں اس
سے لوگوں کو فائدہ پہونچانا چاہتا ہوں حالانکہ محض اپنی علمیت ظاہر کرنی چاہتا ہو
کیونکہ اگر اس کی غرض صرف مخلوق کی اصلاح ہی ہوتی تو کسی دوسرے کے ہاتھ
سے جوکہ اس سے بڑھ کر یا برابر یا کم باصلاح ہو تو اس کو نہیں بھاتی اور بعض وقت یہ
بادشاہوں یا رؤساؤں کے پاس جا کر انکی ثنا وصفت کرتا ہے جب کوئی دریافت
کرتا ہے تو کہتا ہے میں مسلمانوں کو فائدہ پہونچانے اور انسے ضرر دور کرانے جاتا
ہوں اگر اُس کی یہی غرض ہوتی جو بیان کرتا ہے تو یہی کام اگر کوئی اور کرتا تو یہ
خوش ہوتا مگر یہ تو اگر کسی اور اپنے جیسے کو بادشاہ کے پاس کسی کی سفارش کرتے
دیکھتا ہے تو غضبناک ہو جاتا ہے اور جب بادشاہوں سے انکو کوئی مال ملتا ہے
تو ان کے دل میں خیال گذرتا ہے کہ یہ حرام ہے پھر شیطان انکو یہ جواب سکھاتا ہے
یہ ایسا مال ہو جسکا کوئی مالک نہیں اور یہ مسلمانوں کی بہتری کے لیے ہے اور یہ کہ تو

Marfat.com

مسلمانوں کا امام اور عالم ہے اور تیری ذات ہی سے تو دین کی مضبوطی ہے اور یہ تینوں شیطانی چالیں ہیں ایک مال جسکا مالک کوئی نہیں دوسرا اصلاح مسلمانوں کے پیچھے ہی تیسرا تو امام ہے کیونکہ امام وہ ہوتا ہے جو انبیاء اور صحابہ اور اس امت کی فاضل علماء کی طرح دنیاوی خواہشات کو چھوڑ دے جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ برا عالم اس پتھر کی مانند ہے جو پانی کی رو کے دہانہ میں جا پڑا ہو نہ تو خود پانی پیتا ہے اور نہ کھیتی تک پانی کو پہونچنے دیتا ہے اہل علم کے دھوکا کی بہت سی قسمیں ہیں اور انہوں نے اصلاح کی نسبت فساد زیادہ پھیلایا ہے (ا) ایک اور گروہ ہے جنہوں نے علوم حاصل کیے اور بیرونی اعمال کو پاک اور طاعات کا پابند رکھا اور ظاہری گناہوں سے بھی بچ رہے لیکن دل کی صفات یعنی ریا، حسد، تکبر، کینہ وجاہ طلبی اور نفس کے اخلاق کی درستی کی اصلاح نہ کر سکے اور ان بری عادات سے بچنے کی کوشش ہی کی اور بڑی شاخیں اکھیڑ پھینکیں مگر دل کے کونوں کی پوشیدہ شرارتوں اور نفس کے مکروں سے دھوکہ میں رہے انکی اصلاح نہ کی اور غافل ہو گئے انکی مثال ایسی ہے جیسے کھیتی کو مضر گھاس سے صاف کرنا چاہا اور جو گھاس ہے کو تلاش کر کر نکال ڈالا مگر جس گھاس کے ابھی زمین سے سر نہ نکالا تھا نہ دور کر سکا اور خیال کر لیا کہ میں ہر قسم کی بوٹیوں سے کھیتی کو صاف کر چکا ہوں مگر جب وہ غافل ہوا انہوں نے سر نکالا کر اسکی ساری کھیتی برباد کر دی ان لوگوں نے اگرچہ اپنے نفس کی اصلاح میں کوشش تو کی مگر تکبر کی وجہ سے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور باقی مخلوق کو حقیر خیال کیا اور بعض وقت یہ لوگ اپنے چہرے کو بارعب بنانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کوئی انکی طرف حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے (ا) ایک اور گروہ ہے جنہوں نے ضروری علوم تو چھوڑ دیے اور صرف فیصلوں جھگڑوں اور دنیوی معاملات اور دنیاوی انتظام میں فتوی دینے پر اکتفا کر لی اور اپنے آپ کو فقیہ کہنے لگ گئے اور ان علوم کو فقہ اور مذہبی علم سمجھا اور ظاہر و باطن کے اکثر اعمال کا علم چھوڑ دیا نہ جوارح کو روکا اور نہ زبان کو غیبت اور پیٹ

Marfat.com

کو حرام اور پاؤں کو بادشاہوں کے پاس جانے سے بند کیا اور نہ ہی باقی اعضا کو مذموم عادات سے بچا سکے اور نہ ہی دلوں کو کبر۔ دکھاوا، اور حسد اور دوسری مہلک امراض سے حفاظت کی یہ لوگ دو طرح سے دھوکا میں ہیں۔ ایک تو بلحاظ عمل اسکا علاج ہمنے احیاء العلوم[ؒ] میں ذکر کر دیا ہے انکی مثال اس مریض کیطرح ہے جس نے اطباء سے دوائی تو سیکھی مگر نہ خود استعمال کی اور نہ دوسروں کو سکھائی یہ لوگ ہلاکت کے نزدیک پہونچے ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے نفس کو پاک صاف کرنا تو چھوڑ دیا اور حیض اور دیت اور لعان وظہار میں مشغول ہو کر ساری عمر برباد کر دی انکی غرض صرف مخلوق سے اپنی عزت وحرمت کرانا اور قاضی ومفتی بنکر پھرنا اور ایک دوسرے کو طعن کرنا ہوتی ہے اور دوسرے بلحاظ علم کے اسوجہ سے کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ علم ہی خدا تک پہونچانے اور نجات کا موجب ہے مگر خدا تک پہونچانیوالی صرف اللہ کی محبت ہے اور جب تک اللہ کی ذات اور صفات اور افعال کی معرفت حاصل نہ ہو حب حاصل نہیں ہوسکتی اور یہ اس شخص کی طرح ہیں جو حاجیوں کے رستہ میں محض انکے ضروریات فروخت کرنے پر اقتفا کرے یہ نہیں جانتے کہ فقہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کی معرفت کا علم ہو نیز ان صفات کی معرفت حاصل ہو جنکی وجہ سے دل پر خوف خدا پیدا ہو کر تقوی کی طرف راہ بری کرے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے لَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ کیوں نہ نکلا ایک حصہ ہر فرقے میں سے تا کہ دین میں فقاہت حاصل کریں اور اپنی قوم کو جبکہ (وہ لڑائی سے) واپس آویں ڈرا دیں تا کہ بچتے رہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ وہ فقہ میں سے صرف اختلافی مسائل پر ہی رک رہے ہیں اور محض علم مجادلہ والزام وشکست دشمن اور اپنے غلبہ کی خاطر حق کو رد کرنے کے اسباب اور شب و روز مذاہب کی کمزوریوں

[ؒ] کتاب طب جسمانی وروحانی مصنفہ امام موصوف میں بھی کمال حکیمانہ انداز سے اس بات کو بیان کیا ہے ضرور مطالعہ فرماویں اس کا اردو ترجمہ طیار ہونے کو ہے — عبدالرحیم

Marfat.com

کی تلاش اور اپنے ہم زمانہ کے عیوب کی جستجو میں ہی لگے رہتے ہیں انہوں نے علم کا مقصد صرف لوگوں پر غلبہ حاصل کرنا ہی سمجھ رکھا ہے (اگر یہ لوگ دل کی صفائی کیطرف مائل ہوتے تو انکے حق میں اس علم کی نسبت جو صرف دنیا ہی میں فائدہ دیتا ہے اور فائدہ بھی صرف تکبر ہی کا تو زیادہ مفید ہوتا) اور ایسا شخص آخرت میں جھلسنے والی آگ میں داخل ہوگا۔ اور مذاہب کے ادلہ کے بارہ میں تو کتاب اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کافی ہیں۔ پس یہ لوگ کیسے بڑے دھوکے میں مبتلا ہیں (ایک اور ٹولہ ہے) جو صرف علم کلام اور مجادلہ اور مخالفین کے رد اور انکی کمزوریوں کی جستجو میں مشغول ہیں اور علم مقولات مختلفہ اور مناظرہ کی تعلیم میں سخت منہمک ہیں یہ لوگ اور انکی جماعت دو گروہ ہیں ایک تو سخت گمراہ ہیں اور دوسرے تحقیق کنندہ پہلے گمراہ فرقے کا دھوکا یہ ہے کہ وہ اپنی گمراہی سے غافل نجات کے امیدوار ہیں اور یہ کئی فرقے ہوگئے ہیں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور یہ گمراہ اس وجہ سے ہوئے ہیں کہ دلائل کی شرائط اور طریقہ مطابق فیصلہ نہیں کرتے بلکہ شبہ کو دلیل اور دلیل کو شبہ خیال کر لیتے ہیں اور محقہ گروہ کو اسلیے دھوکا لگا ہے کہ وہ جھگڑے کو ہی سب سے افضل اور خدا کے زیادہ نزدیک کرنے والا سمجھ بیٹھے ہیں کہ کسی کا ایمان تب تک کامل ہی نہیں ہوتا جبتک کہ اس میں پوری تحقیق اور بحث مباحثہ نہ کرے کہ جو شخص سوائے بحث مباحثہ و دلائل کے اللہ کی تصدیق کرے مومن کامل اور اسکا نزدیکی نہیں ہوگا۔ قرن اول کیطرف خیال نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بارہ میں سب مخلوق سے بہتر ہونے کا کلمہ ارشاد فرمایا مگر آپ نے ان سے دلائل نہ پوچھے نہیے ابوامامہ باہلی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی قوم ہلاک نہیں ہوئی مگر انہوں نے اپسمیں جھگڑا شروع کیا (ایک اور فرقہ ہے) جو وعظ اور اخلاق نفس وصفات قلب یعنی خوف رجا صبر شکر توکل۔ زہد و یقین اخلاص و سچائی وغیرہ کے متعلق نقاط بیان کرنیوالوں کو درجات کا ذکر نے میں مشغول ہیں اور

خود عمل نہیں کرتے انکو اس خیال سے دہوکا لگا ہے کہ جب ہم ان عالی باتوں کی لوگوں کو دعوت دے چکے ہیں تو گویا خود ان باتوں سے متصف ہو گئے حالانکہ یہ خود ان باتوں میں صرف عوام مسلمانوں کی قدر ہی حصہ رکھتے ہیں اور یہ سخت دہوکا میں پڑے ہیں کیونکہ یہ لوگ نہایت کی خود پسندی میں مبتلا ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہمکو عند اللہ نجات پاجانے کی بعد علم محبت ملا ہے اور زاہدوں کی کلام صرف یاد کرنے سے ہی بغیر عمل کیے نجات پاجائیں گے یہ پہلوں سے بھی بڑھکر دہوکا میں ہیں کیونکہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ اور رسول کے لیے دوستی کرتے ہیں اور یہ کہ انکا اخلاص خالص ہے تب ہی تو یہ اخلاص کی ضرورات اور خود پاک ہونے کے بعد ہی تو نفس کے پوشیدہ عیوب پر لوگوں کو مطلع کرتے ہیں اسی طرح باقی باتوں میں بھی حالانکہ یہ لوگ دنیا کی جانب سخت رغبت کرتے ہیں اور شدت رغبت کی وجہ سے دنیا میں اپنا زہد مشہور کرتے ہیں اخلاص پر لوگوں کو رغبت دیتے ہیں مگر خود مخلص نہیں ہوتے اللہ سے دعا کا اظہار کرتے ہیں مگر خود خدا سے بھاگے ہوئے ہوتے ہیں لوگوں کو خدا سے ڈراتے ہیں اور خود بیخوف ہوتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے ذکر کی ترغیب دیتے ہیں مگر خود غافل ہوتے ہیں بری صفات کی مذمت کرتے ہیں مگر خود ان میں موجود ہوتی ہیں لوگوں کی توجہ مخلوق کیطرف سے ہٹاتے ہیں مگر خود حرص کی وجہ سے ہمہ تن مخلوق کیطرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں اگر لوگوں کو ان مجلسوں میں جنمیں وہ اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں جانے سے روکدیا جائے تو زمین باوجود فراخ ہونے کے ان پر تنگ ہو جائے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ محض خلقت کی اصلاح کے لیے کرتے ہیں مگر انکے ہم زمانہ میں سے کسی اور کی طرف زیادہ لوگ جاتے اور اصلاح پاتے دیکھیں تو مارے غم اور حسد کے مر جائیں اگر کوئی انکے پاس آنے جانے والا انکے کسی اور ساتھی کی تعریف کردے تو یہ اسپر نہایت ہی ناراض ہو جاتے ہیں یہ لوگ سخت دہوکہ میں ہیں اور توبہ و رجوع الی اللہ سے بہت دور ہیں ایک اور فرقہ ہے جنہوں نے وعظ کی ضروری اور مفید باتوں کو چھوڑ دیا اور اس بات میں ہمارے زمانہ کے واعظ سب کے سب مبتلا ہیں امام موصوف اپنے زمانے کی بات کہتے ہیں

سوا اس کے جسکو اللہ نے بچا رکھا ہو یہ لوگ ایسی عبارات اور کلمات و استعارات
میں مشغول ہیں جو کہ شریعت سے بالکل خارج ہیں یہ لوگ ایسی باتیں محض لوگوں کو
تعجب میں ڈالنے کو بیان کرتے ہیں ایک دوسرا گروہ عجیب نکتے اور قافیہ بند
عبارتیں اور وصال و فراق کے درد انگیز اشعار سنا کر اپنی مجلسوں کی وجد بکار سو
رونق زیادہ کرنے میں مشغول ہے یہ انسانوں کے شیطان ہیں خود گمراہ ہوئے اور
لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ کیونکہ پہلے جن گروہوں کا ذکر گذرا اگرچہ خود وہ اپنی اصلاح
نہ کرتے تھے لوگوں کو تو راہ راست بتا دیتے تھے مگر یہ تو لوگوں کو راہ حق سے
روک کر اپنی اغراض پوری کرتے اور خدا کی طرف سے دھوکا میں ڈالتے اور گناہوں اور
دنیا کی طرف راغب کرتے ہیں خاصکر جب ایک واعظ عمدہ اور متکبرانہ کپڑے پہنکر
اسکی رحمت سے نا امید کرتا ہے۔ تو لوگ خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں (ایک اور
فرقہ ہے) جنہوں نے عابدوں اور زاہدوں کے کلمات جو دنیا کی مذمت میں ہیں یاد
کر رکھے ہیں وہ ان الفاظ کے ظاہری معنوں کی پیروی کرتے ہیں اور انکے اصلی اور
حقیقی اسرار کیطرف توجہ نہیں کرتے اور منبروں پر یا بازاروں میں لوگوں کو وعظ
سناتے پھرتے ہیں اور صرف زاہدوں کی کلام کو یاد کر لینے سے ہی حالانکہ اسپر عمل نہیں
کرتے اپنے آپ کو اللہ کے نزدیک نجات یافتہ خیال کرتے ہیں یہ بھی نہایت دھوکا کھائے
ہوئے ہیں (ایک اور گروہ ہے) کہ وہ اپنا کل وقت علم حدیث کے سننے روایات کو
جمع کرنے بلند پایہ اسناد تلاش کرنے میں مستغرق رہتے ہیں یہانتک کہ انمیں سے
بعض مختلف شہروں میں پھرتے اور بڑی بڑی شیوخ سے روایت کرتے ہیں تاکہ وہ یہ بات کہہ
سکیں کہ ہمنے فلاں شخص سے روایت بیان کی اور فلاں بزرگ کی ملاقات کی اور میرے پاس
اتنے استاد ہیں جو میرے سوا کسیکے پاس نہیں اور یہ بھی کئی لحاظ سے دھوکہ میں ہیں ایک
یہ کہ یہ لوگ بوجھ اٹھانیوالوں کی مانند ہیں کیونکہ یہ سنت کی بجا آوری اور معنوں میں غور کیطرف
توجہ نہیں کرتے اور صرف روایات کو نقل کر دینے پر ہی قناعت کیے ہوئے ہیں اور

Marfat.com

خیال کرنے کہ انکو اتنی بات ہی کافی ہے ہرگز نہیں بلکہ حدیث سے اصل مقصود اسکا فہم اور معانی کا تدبر ہے علم حدیث میں پہلا مرتبہ سماع کا ہے پھر حفظ کا پھر فہم کا پھر عمل کا اور اس کے بعد پھیلانے اور سکھلانے کا اور یہ لوگ صرف سماع پر ہی ٹھیر گئے ہیں اور پھر اسکو اچھی طرح یاد بھی نہیں کرتے حالانکہ صرف سماع پر ہی ٹھیرے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس زمانہ میں نوعمر (امام موصوف اپنے زمانے کی بابت ذکر کرتے ہیں) بچے بھی حدیث پڑھتے ہیں حالانکہ انکو کچھ خبر نہیں ہوئی اور جو استاد اُن کو پڑھاتا ہے اکثر غافل رہتا ہے یہانتک کہ بعض وقت حدیث میں غلطی کرجاتا ہے اور معلوم نہیں کرسکتا اور کبھی اونگھنے لگ جاتا ہے اور اسے کچھ خبر نہیں ہوئی حالانکہ حدیث اس سے روایت ہورہی ہے اور یہ سب طبقے دھوکا میں ہیں - اور حدیث کے بارہ میں اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنے پھر جیسا سنا تھا اسی طرح حفظ کرے پھر اسی طرح ادا کرے جیسا کہ سنا تھا بس ہوگی روایت حفظ سے اور حفظ سماع سے اور اگر یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سن سکا تو صحابہ یا تابعین سے سنے ان سے سننا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے قائم مقام ہوجائیگا بشرطیکہ پہلے سُنے پھر حفظ کرے پھر جیسا کہ سنا تھا بلفظہ اسیطرح ادا کرے یہانتک کہ ایک حرف میں بھی اسے شک نہ ہو اور اگر کسی حرف میں اسکو شک واقع ہوجائے تو اس کے لیے روایت کرنا یا دوسرے کو سکھانا جائز نہیں ہے اور حدیث دو طرح سے حفظ ہوسکتی ہے ایک دل میں ہمیشہ اسے یاد کرنے سے دوسرا جو سنے اسے صحیح کرکے لکھہ رکھے اور ایسی حفاظت سے رکھے کہ کسی دوسرے کا وہانتک ہاتھ نہ جاسکے کہ کوئی ردوبدل کردے اور یہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اُسکو کسی خزانہ میں حفاظت سے رکھے کہ لوگوں کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے اور کسی بچے یا غافل اور اونگھتے کی روایت کا لکھنا جائز نہیں سماع کی اور بھی بہت سی شرائط میں حدیث سے اصل غرض اسپر عمل کرنا اور پہچاننا ہے اور قرآن کی طرح اس کے لیے مفہومات ہیں - ابی سفیان بن ابی الخیر کا ذکر ہے کہ وہ زاہد تر

Marfat.com

احمد سرخسی کی مجلس میں حاضر ہوئے پہلی حدیث جو وہاں روایت کی گئی یہ تھی مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ ترجمہ آدمی کے اسلام کی خوبی سے ہے اسکا بیہودہ باتوں سے کنارہ کشی کرنا۔ وہ اتنا ہی سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا مجھے اتنا ہی کافی ہے اس کے عمل سے فارغ ہوکر اور سنونگا لوگوں کا حدیث میں اسی طرح سے سماع ہونا چاہیے (ایک اور گروہ ہے) یہ علم نحو و لغت و شعر اور نادر لغات میں مشغول ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ اسوجہ سے بخشے جائیں گے اور یہ علمائے امت سے ہیں کیونکہ دین اور سنت کو علم نحو و لغت ہی تمام کرنے والے ہیں یہ صرف نحو اور لغت وغیرہ کی باریکیوں ہی میں ساری عمر فنا کر دیتے ہیں اور یہ سخت دھوکا ہے اگر یہ لوگ سوچتے تو جان لیتے کہ عربی لغت بھی ترکی لغت کی مانند ہی ہے اور عربی لغت کی تحقیق میں ساری عمر لگانی ایسے ہی ہے جیسے کوئی ترکی یا ہندی وغیرہ زبانوں میں کل عمر خرچ کر دے صرف عربی میں یہ فرق ہے کہ اس میں شریعت وارد ہوئی ہے لہذا لغت اور نحو وغیرہ علوم اتنے ہی حاصل کرنے چاہییں جتنے پر کتاب و سنت کے فہم کا انحصار ہو۔ لیکن ان علوم میں لاانتہاہی درجہ تک کمال حاصل کرنے کی کوشش کرنا فضول اور غیر ضروری بات ہے اور ایسا کرنا دھوکے کا سبب ہے (مغروروں کی دوسری قسم عابدوں اور عاملوں کی ہے) اور ان میں بھی دھوکا کھانے والے کئی گروہ ہیں بعضوں کو قرآن شریف کی تلاوت میں دھوکا لگا ہے بعض کو حج میں اور بعض کو جہاد میں بعض کو زہد میں ان میں سے ایک فرقہ ہے جو فرضوں کو چھوڑ نوافل کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان میں ایسے لگے کہ اسراف اور زیادتی تک تجاوز کر گئے جیسے بعض کو وضو میں وسوسے لگ جاتے ہیں اور اس میں بہت مبالغہ کرنے لگ جاتے ہیں اور شرعاً پاک پانی سے بھی اس کی تشفی نہیں ہوتی چنانچہ نجاست ظاہری کے بارہ میں تو احتمالات بعیدہ کو بھی بہت وقعت دیتا ہے اور جب حرام کھانے کی نوبت آئی تو قریب احتمالات کو بھی بعید تصور کرتا ہے اور اکثر وقت حرام

Marfat.com

محض کھالیتا ہے اگر وہ صحابہ کی طرح اپنے پانی اور طہارت والی احتیاط کو کھانے
کے بارہ میں صرف کرتا تو زیادہ مناسب تھا چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایسے پانی سے
وضو کیا جو نصرانی کے برتن میں تھا حالانکہ اس میں نجاست کا شک ہو سکتا ہے
باوجود اس کے بعض وقت حلال کو اس وجہ سے چھوڑ دیتے کہ حرام تک نوبت نہ پہنچ
جائے (یعنے اگر کسی وقت طبیعت کسی حلال چیز کے کھانے کو چاہتی تو صرف اس
غرض سے رک جاتے کہ نفس کی تابعداری کی عادت نہ پڑ جائے کہ کسی وقت حرام پر بھی مجبور کردے)
(ایک اور فرقہ ہے جنکو نماز کی نیت باندھتے وقت وسواس کا ایسا غلبہ ہو جاتا ہے کہ شیطان
اسے صحیح نیت باندھنے ہی نہیں دیتا اسکو وسواس ہی آتے رہتے ہیں اور جماعت سے رہجاتا
ہے اور بعض وقت تو نماز کا وقت ہی گذر جاتا ہے پھر جب اسکی تکبیر تحریمہ پوری ہو گئی تو
ابتک اسکے دل میں تکبیر کی صحت کی بارہ میں وسواس پڑتے اور تکبیر کی بارہ میں شکوک پڑتے ہیں حتی کہ
احتیاط کیلیے بار بار تکبیر کہتا ہے اور فاتحہ کو سن ہی نہیں سکتا اسکی یہ سب کوشش نماز کی شروع
پر ہی ختم ہو جاتی ہے باقی ساری نماز میں بغیر حضور قلب کے غافل رہتا ہے اور ایسے پر مغرور
ہے اور جانتا نہیں کہ حضور قلب نماز میں واجب ہے اور یہ سب ابلیس کا دھوکا ہے اور ان
احتیاطوں میں لگ کر اسکے نزدیک دوسروں سے بہتر بنتا ہے (ایک اور گروہ ہے) جنہیں سورہ
فاتحہ اور باقی وظائف کے حروف کو مخرجوں سے نکالنے میں وسواس آگھیرتے ہیں اور وہ
ہر وقت الفاظ کی تشدید اور ضاد وظا کے فرق کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور اس
کے سوا فاتحہ کے اسرار اور معانی کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اور نہیں جانتے اور
اللہ نے مخلوق کو تلاوت قرآن میں اپنی ہمیشہ کی عادت کے سوا مخارج کی تحقیق کی تکلیف
نہیں دی اور یہ سخت دھوکا ہے ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو بادشاہ کی مجلس میں
ایک خط لے جائے اور بادشاہ اسکا مقصود ادا کرنیکا حکم دے یہ خط لیکر پڑھنا شروع کرے
لیکن حرفوں کی مخرجیں درست کرنے میں لگ جائے اور بار بار ایک لفظ کو پڑھے اور باوجود
اس کے خط کے اصل مطلب اور مجلس کے آداب سے بیخبر رہے بلا شک وہاں یہ سزا کا مستحق ہے

Marfat.com

کا اور پاگل خانہ کو عقل درست کرنے کے لیے بھیجا جائیگا (ایک اور گروہ ہے) جو تلاوت قرآن میں دہوکا کہاتے ہیں اور جلدی جلدی پڑھتے ہیں بعض تو صرف ایک دن رات میں ختم کردیتے ہیں وہ زبان سے تو قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں مگر ان کے دل خواہشات اور دنیاوی افکار میں گھوم رہے ہوتے ہیں اور قرآن شریف کے معانی میں غور نہیں کرتے تاکہ سرزنش کی جگہ سے بچا کریں اور نعمت کی جگہ سے نعمت حاصل کریں اور اوامر و نواہی کی جگہ ٹھیرتے اور عبرت والی بات سے عبرت حاصل کرتے اور قرآن شریف سے معنے کے لحاظ سے لذت اٹھاتے نہ کہ صرف قرآن شریف کی عبارت سے پس اگر کوئی شخص ایک دن رات میں سو دفعہ بھی قرآن شریف ختم کرے مگر اس کے اوامر و نواہی چھوڑ دے تو عذاب کا مستحق ہوگا اور بعض شخص اچھی آواز سے قرآن شریف پڑھتے اور لذت پاتے اور لطف اٹھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ لذت اللہ کی مناجات اور کلام پاک سننے سے ہے ہرگز نہیں یہ صرف اس آواز کی لذت ہے اگر کلام پاک سے لذت پاتا تو آواز کی عمدگی کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوتا بلکہ معنے کے لحاظ سے لطف اٹھاتا اور یہ سخت دہوکے میں ہے (ایک اور گروہ ہے) جو روزوں میں دہوکا کہائے ہیں اور بعض وقت تو سال بھر روزہ رکھتے ہیں اور کبھی بزرگ ایام میں روزے رکھتے ہیں اور باوجود اس کے وہ زبان کو غیبت اور دل کو ریا اور پیٹ کو روزہ افطار کرتے وقت حرام اور فضول بکواس سے نہیں روکتے اُنہوں نے واجب کو چھوڑ کر مستحب کی پیروی کی اور اپنے آپ کو سلامتی پر دیکھتے ہیں۔ ہرگز نہیں سلامتی پر وہی ہے جو اللہ کے پاس قلب سلیم (سلامتی والا دل) لیکر حاضر ہوا یہ بھی سخت دہوکے میں ہیں (ایک اور گروہ ہے) جو حج میں دہوکا کہائے ہیں وہ بغیر ظلموں سے ہاتھ اٹھانے۔ قرض ادا کرنے والدین کی رضامندی چاہنے اور حلال سامان لینے کے چل پڑتے ہیں بعض اوقات فرض نماز کو بھی رستہ میں ضائع کردیتے ہیں اور بدن و کپڑوں کی طہارت تک پوری نہیں کرتے حالانکہ انکی کمائی تجارت میں فریب اور رشوت وغیرہ کے حصوں سے ملی جلی

ہوتی ہے اور راستہ میں بیہودہ گوئی اور جھگڑنے سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض حرام جمع کر کے راستہ میں دوستوں پر بھی خرچ کرتے ہیں اور ریا و سمعہ کے طالب ہوتے ہیں اس نے خدا تعالیٰ کی پہلے تو کسب حرام میں پھر ریا اور پھر بداخلاق و بدصفات دل کو لیکر کے حاضر ہونے سے نافرمانی کی ہے اور باوجود اس کے وہ خیال کرتا ہے کہ رب کی طرف سے بھلائی پر ہے پس یہ بھی دھوکا نیں ہے (ایک اور گروہ ہے) اُنھوں نے اپنے اوپر بظاہر خوف خدا اور امر معروف اور نہی عن المنکر کو لازم کر رکھا ہے اور لوگوں کو خوب ڈراتے دھمکاتے پھرتے ہیں مگر اپنے حالات کو فراموش کر رکھا ہے انکی غرض اس فعل سے لوگوں میں عزت اور دبدبہ قائم کرنا ہوتی ہے لیکن اگر کوئی دوسرا ان کو کسی برے کام سے روکے تو اسے غصہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تو مجھی کیسے روکتا ہے حالانکہ میں لوگوں کی نگہبانی میں لگا رہتا ہوں جب کسی وقت لوگ مسجد میں جمع ہوں اور کوئی شخص پیچھے رہجائے تو اس کے ساتھہ نہایت درشتی سے پیش آتا ہے لیکن بسا اوقات ایسے حالات میں انکو ریا و سمعہ اور سیاست کی خواہش آگھیرتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اگر انکی جگہہ کوئی اور شخص مسجد میں اسیطرح کرنے لگ جائے تو اُس کو برا جانتے ہیں اسیطرح بعض لوگ اذان دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ محض اسی کے لیے یہ کام کرتے ہیں لیکن انکی غیر حاضری میں کوئی دوسرا شخص اگر اذان کہدے تو اسکے لیے قیامت بپا ہو جاتی ہے اور جھگڑنے لگتا ہے اور بعض لوگ مسجد وں کے امام ہو کر خیال کرتے ہیں کہ بہت بہتر کام کر رہے ہیں لیکن انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ کہیں کہ یہ فلان مسجد کا امام ہے اسکی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی اور شخص جو اگرچہ اس سے علم و فضل و تقوی میں بڑھ کر کیوں نہ ہو آجائے تو اسکو برا معلوم ہوتا ہے (ایک اور گروہ ہے) جنہوں نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی مجاورۃ اختیار کر رکھی ہے اور اسپر بھولے بیٹھے ہیں لیکن اپنے دلوں کا مراقبہ نہیں کرتے اور نہ ظاہر

Marfat.com

و باطن کو مخالفت شریعت سے پاک کرتے ہیں اور اکثر اوقات اُن کے دل اپنے شہروں اور گھروں سے وابستہ ہوتے ہیں اور وہ باتیں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے مکہ کی مجاوری کرتے اتنے سال گزر چکے ہیں یہ بھی دھوکا ہیں ہی کیونکہ انکے لیے زیادہ بہتر ہوتا کہ گھر میں رہتے اور دل مکہ سے لگائے رکھتے اور اگر مکہ کی مجاوری ہی پسند کی تھی تو مکہ میں اللہ کے حق اور مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے حق کی پاسداری کرتے اور ایسا کون کرتا ہے یہ لوگ صرف ظاہری حالات سے مغرور ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ در و دیوار انکو نجات دلا دینگی ہرگز نہیں حالانکہ انسے اتنا بھی تو نہیں ہوسکتا کہ کبھی کھانے سے ایک لقمہ کسی فقیر کو ہی دیدیں جب مخلوق کے حقوق کی مجاوری ایسی سخت ہے تو خدا کے حقوق کی مجاوری کا کیا معاملہ ہوا اور یہی خدائی مجاوری اپنے قلب و قالب کو ممنوعات شرع سے روکنے کے ذریعہ کیسی اچھی طرح ادا ہوسکتی ہے (ایک اور گروہ ہے) جو مال کو چھوڑ کر ردی طعام و لباس پر قناعت گزین ہو کر مسجدوں میں رہتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ زاہدوں کے رتبہ تک پہنچ گئے ہیں باوجود اسکے یہ لوگ دبدبہ اور عزت کے طالب ہوتے ہیں کیونکہ عزت یا تو علم سے حاصل ہوتی ہے یا وعظ سے یا صرف زہد سے یہ لوگ دونوں آسان طریقے چھوڑ کر سب سے بڑی جاہ طلبی میں جا پڑے ہیں کیونکہ رتبہ و عزت مال سے درجہ میں بڑھ کر ہے اگر یہ مرتبہ اور عزت کی خواہش کو چھوڑ کر مال حاصل کر لیتے تو زیادہ مناسب تھا اب یہ دھوکا میں ہیں اور اپنے آپکو زاہد گمان کرتے ہیں حالانکہ یہ سرے سے دنیا کے معنے ہی نہیں جانتے بعض حالات میں امیر لوگ فقرا سے عند اللہ مرتبہ میں بڑھ جاتے ہیں بعض کو اپنے علم کی وجہ سے دھوکا لگتا ہے اور بعض گوشہ نشینی اور خلوت اختیار کر لیتے ہیں مگر اسکی شرائط پوری نہیں کرتے اور بعض کو اگر کوئی مال دے تو زہد جتانے اور لوگوں کی نظر میں وقعت حاصل کرنیکی غرض سے قبول نہیں کرتے مگر دل میں برابر للچاتے ہیں۔ بعض نے ظاہری اعمال کو اپنے پر لازم کر رکھا ہے اور ایک ایک دن میں ہزار ہزار رکعت نماز پڑھتے اور ہر روز قرآن شریف ختم کرتے ہیں حالانکہ دل کو ریا و تکبر و خود پسندی اور غفلت اور دیگر تباہ کنندہ خیالات سے

Marfat.com

صاف نہیں کرتے اور خیال کرتے ہیں کہ صرف یہ ظاہری حسنات نیکی کا پلڑا ابھاری کردینگی ہرگز نہیں تقویٰ کے ساتھ تھوڑا اسا عمل اور دانا ؤں کا سا ایک خلق ان ظاہری عبادات کی طومار سے بڑھ کر ہے ایسے اشخاص کو بعض لوگ بین کی کیل اور ادلیا اور خدا دوست وزاہد کہہ کر اور بھی ہلاک کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسے الفاظ سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اگر کوئی انکو اس کام سے روکے تو برا مناتے ہیں اور کوئی اگر گالی دیدے تو اسے کافر وغیرہ لوگ یہانتک کہدیتے ہیں کہ خدا انہیں کبھی بخشیگا ہی نہیں (ایک اور گروہ ہے) جو نفلوں کے پیچھے پڑے ہیں اور فرضوں کی پرواہ نہیں کرتے یہ لوگ نماز ضحی اور تہجد وغیرہ نفلی نمازوں سے تو لذت پاتے ہیں مگر فرضی نمازیں انکو کچھ دل لبستگی نہیں ہوتی اور نہ اول وقت میں ادا کرتے ہیں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو بھول گئے کہ فرائض کی ادائیگی سے بڑھکر انسان کو اسکے نزدیک کرنیوالی اور کوئی چیز نہیں اور خیر کے کاموں میں ترتیب اور مرتبہ کا خیال نہ کرنا بری بات ہے بعض وقت ایسے فرض یا نفل جن میں سے ایک کا وقت گذرنے کو ہو اور دوسرے کا وسیع ہو انسان کو حیران کردیتے ہیں اگر ایسے وقت میں ترتیب کا خیال چھوڑ دے تو دھوکا کھائیگا اسکی مثالیں شمار سے زیادہ ہیں گناہ کے کام تو ظاہر ہیں مگر طاعات کو آپس میں ترتیب دینا مدبر کا کام ہے جیسے کل فرضوں کو سب قسم کے نفلوں پر مقدم کرنا اور فرضوں میں سے بھی فرض عین کو فرض کفایہ پر جسکو اس کے سوا کوئی دوسرا بھی کردے تو ادا ہو جاتا ہے مقدم کرنا اور فروض عین سے بھی اہم کو دوسروں پر ترجیح دینا جیسے فوت شدہ فرضوں کا دوسروں کی پہلے ادا کرنا جیسے والدہ کا حق والد سے مقدم جاننا۔ اور والدین پر خرچ کرنے کو حج پر ترجیح دینا جمعہ کو عید پر ترجیح دینا دیگر فرضی حصص سے قرض کی ادائیگی کو مقدم کرنا ان رازوں کے معلوم کرنے سے انسان بہت کامل ہو سکتا ہے لیکن ترتیب دینے میں بہت پوشیدہ دھوکے لگ جاتے ہیں جن سے کامل علماء کے سوا کوئی بچ نہیں سکتا۔

Marfat.com

ردہو کا کھانے والوں کی تیسری قسم مالدار ہیں اور یہ بھی کئی قسم ہیں۔ ایک فرقہ ہے جو مسجدوں۔ مدرسوں۔ سراؤں۔ پلوں۔ پانی کی سبیلوں کے بنانے میں جن سے کہ انکا نام روشن ہو اور مرنے کے بعد بھی لوگ یاد کریں مشغول ہیں اور صرف انہی کاموں سے یہ اپنے آپکو مغفرت کا مستحق خیال کرتے ہیں اور یہ بھی دو وجہ سے دہوکا کھائے ہوئے ہیں ایک یہ کہ انہوں نے عموماً یہ مال ظلم اور مشتبہ وسائل اور رشوت وممنوع وجوہات سے کمایا ہوتا ہے پس جبکہ انہوں نے مال کے کمانے میں اسکی نافرمانی کی ہے اول اپنر توبہ پھر اگر اصل مالک خود زندہ ہو تو وہ ظلم سے چھینا ہوا مال انکو ورنہ انکے وارثوں کو واپس کرنا واجب ہے اگر اس مال کا کوئی وارث بھی اب باقی نہ رہا ہو تو مسلمانوں کی ضرورت کی سب سے اہم جگہ میں اسے صرف کرنا چاہیے اور اکثر اوقات مسکینوں پر تقسیم کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے ایک عمارت کو خواہ نخواہ بنا کر چھوڑ جانا کوئی مفید نہیں یہ لوگ صرف ریا اور شہرت کے خواہاں ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم مخلص ہیں اور اس مال کے خرچ کرنے اور بلند عمارت بنانے سے بھلائی کے جویاں ہیں اور اگر ان میں سے کسی کو ایک مسکین کے لیے ایک دینار دینے کو کہا جائے تو تسلیم نہیں کرینگے کیونکہ انکے دلوں پر مدح وثنا کی محبت غالب ہے۔ (ایک اور گروہ ہے) جو مال کو حلال وسیلہ سے کمانے اور حرام سے مجتنب رہتے ہیں اور اسکو مسجدوں پر خرچ کرتے ہیں یہ بھی دو طریق سے دہوکا میں ہیں ایک تو ریا وسمعہ وثنا کی خواہش کیونکہ بسا اوقات انکے پڑوس یا شہر میں ایسے محتاج موجود ہوتے ہیں جنپر مال خرچ کرنا بہت مساجد طیار کرا دینے سے زیادہ ضروری ہوتا ہے اور غرض تو مسجدوں سے جامع کی ہے جو ایک ہی باقی سب کی بجای کافی ہوجاتی ہے یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر گلی کوچہ میں مسجدیں تو بنجائیں مگر مسکین محتاج اور فقیر بدستور تباہ حالت میں رہیں یہ لوگ مسجدوں وغیرہ پر روپیہ اسلیے آسانی سے خرچ کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں میں نام روشن ہو اور لوگ تعریف کریں اور یہ لوگ ایسے دکھاوے کے عمل کو اللہ کے لیے سمجھتے ہیں جو غیروں کی خوشنودی کیلئے کیا گیا ہے حالانکہ اسکا دل خوب جانتا ہے اسکی نیت اسپر وبال ہوگی اور زبان سے کہتا ہے کہ میں اس سے

احیاء العلوم جلد اول

Marfat.com

دوسری بات یہ کہ یہ محض مسجد کی سجاوٹ اور زینت اور ایسے نقوش سجانے میں مصروف ہوتے ہیں جن سے نمازیوں کی توجہ منعطف ہو جاتی ہے اور شارع علیہ السلام نے منع کیا تھا کیونکہ جب نمازی انکی طرف دیکھتا ہی تو خشوع قلب کو بھول جاتا ہے جو کہ نماز کا مقصود اصلی تھا چنانچہ حضرت حسینؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو جبریل علیہ السلام نے آکر کہا اسکو آسمان کی طرف صرف ساڑھے تین گز (سات ہاتھ) بلند کریں اور کسی قسم کی سجاوٹ و نقش و نگار نہ کریں اور یہ لوگ بری بات کو اب اچھا سمجھ رہے ہیں اور اسی پہ بھروسا کیے ہیں اسی لیے دھوکا میں ہیں (ایک اور گروہ ہے) جو صدقات کا مال محتاجوں میں تقسیم کرتے ہیں اور اس سے مقصود محفلوں میں اپنی سخاوت کا چرچا کرانا ہوتا ہے چونکہ بعض فقیروں کی عادت ہوتی ہے کہ بھلا کرنے والوں کی تعریف اور ذکر کرتے پھرتے ہیں یہ لوگ خفیہ صدقہ نہیں کرتے اور جو فقیر ان سے لیکر انکا نام روشن نہ کرے اسے خائن تصور کرتے اور برا سمجھتے ہیں اور دور دور چرچا کرانے کی غرض سے) اپنے پڑوسیوں کو بدستور بھوکا چھوڑ دیتے ہیں اسی لیے حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ آخر زمانہ میں حاجی بلا سبب بہت بڑھ جائیں گے اور سفر آسان ہو جائیگا مال بڑھ جائیگا جرائم کے مرتکب ہونگے ایک ایک کے پاس اتنے اتنے اونٹ ہونگے کہ جنگلوں اور ریتوں میں پھیلے ہوئے ہونگے مگر اس کا پڑوسی اس کے قریب ہی تنگ حالت میں ہوگا اس سے یہ کوئی سلوک و ہمدردی نہ کریگا (ایک اور گروہ ہے) جنہوں نے بخل کی وجہ سے مالوں کو روک رکھا ہے اور صرف بدنی عبادات جنپر کچھ خرچ نہ ہو جیسے دن کو روزے رات کو تہجد اور قرآن شریف کا ختم وغیرہ پر ہی اکتفا کیے بیٹھے ہیں یہ بھی دھوکا میں ہیں کیونکہ انپر تو مہلک مرض بخل غالب آئی ہوئی ہے پہلے مال خرچ کرنے کے ذریعہ اسکا دفعیہ کرنا لازم ہے اور یہ بجائے اس کے نفلی اور فضیلت کے کاموں میں مصروف ہیں انکی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے کپڑوں میں سانپ گھسا ہوا ہو اور اسکی تکلیف سے لب مرگ ہو چکا

Marfat.com

مگر علاج کے لیے صرف سکنجبین پر ہی قناعت کرتے تاکہ سانپ کی کاٹنے کا صفرا ذرا ختم جائے تو اسے کیا فائدہ ہوگا بشر حافی کے پاس بیان ہوا کہ فلاں شخص بہت نمازیں پڑہتا اور روزے رکھتا ہے انہوں نے کہا مسکین ہے کہ اپنا اصلی کام چہوڑ دوسروں کے کرنے کا کام کرتا ہے اس کے لیے تو بہوکوں کو کہانا کہلانا اور مسکینوں پر مال خرچ کرنا (کیونکہ وہ مالدار ہے) اپنے نفس کو بہوکا رکہنے اور زیادہ نماز پڑہنے او مال جمع کرنے اور محتاجوں پر خرچ نہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے (ایک اور گروہ ہے جن پر بخل غالب آچکا ہے زکوۃ مفروضہ کے سوا انکا نفس انہیں اور خرچ کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور زکوۃ میں ردی اور ناپسند مال نکالتے اور پہر ایسے لوگوں کو دیتے ہیں جو ان کی خدمت بجالاتے اور ایسے کام کاج کرتے رہتے ہوں جنکو سرانجام دینے کے لیے انہیں کوئی تنخواہ دار ملازم رکہنا پڑتا یا ان لوگوں کو دیتے ہیں جن سے انکو کسی قسم کی غرض ہو اور ایسے وقت تقسیم کرتے ہیں جبکہ کوئی بڑا شخص انکی طرف دیکھہ رہا ہو تاکہ وہ اسکے نزدیک عزت و منزلت حاصل کرسکے اور ضرورت کے وقت اس کے پاس جا سکے یہ سب باتیں نیت کو فاسد عمل کو برباد کرنیوالی ہیں یہ شخص اپنے آپکو خدا کا مطیع خیال کرتا ہے مگر یہ سخت دہوکا میں ہے کہ اللہ کی عبادت کو دوسروں سے مطلب براری کا وسیلہ گردانا یہ سب لوگ بہی دہوکا میں ہیں عوام اور فقراء اور مالداروں کا ایک اور گروہ ہے جو ذکر و فکر کی مجلسوں میں جا شامل ہونے کو اپنے لیے کافی و وافی خیال کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ صرف وعظ کا سن لینا ہی بغیر عمل کرنے اور نصیحت حاصل کرنے کے کافی ہے یہ بہی دہوکا میں ہیں کیونکہ مجالس ذکر میں شمولیت کی بزرگی تو اسلیے ہے کہ ان میں بیٹھنے سے انسان کو نیکی کے کاموں میں رغبت ہوتی ہے لیکن اگر باوجود شمولیت نیکی کی رغبت نہ ہوئی تو کیا فائدہ ہوا اور رغبت اسلیے بہتر ہے کہ نیک اعمال کرنے پر مجبور کرتی ہے اور اگر رغبت عمل پر مجبور نہ کرے تو اس سے بہی کوئی فائدہ نہیں کبہی یہ لوگ وعظ کی خوبی پر فریفتہ ہوتے ہیں کبہی عورتوں کی طرح رقت سے روتے ہیں اور کبہی خوف

Marfat.com

والا کلام سنکر زرد ہو کر کلمات یا سلام سلم (اے اللہ سلامت رکھ) نعوذ باللہ
رحمہم اللہ سے پناہ پکڑتے ہیں جیسے اللہ (اللہ مجھے کافی) ہے اور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (نہیں پہنچنے
کی طاقت گناہ سے اور نہ قدرت نیکی پر مگر اللہ کی توفیق سے) کہتے ہیں اور خیال کر لیتے ہیں
کہ بس صرف اتنا کرنے سے ہی کل بھلائی سمیٹ لی یہ بھی دھوکا کھائے ہوئے ہیں انکی مثال
ایسی ہے جیسے کوئی بیمار صرف طبیبوں کی مجلسوں میں ہی حاضر ہو جایا کرے اور جو کچھ وہ
دواؤں وغیرہ کے اوصاف بیان کریں سن لیا کرے مگر انکو استعمال نہ کرے اور شفا کی
امید رکھے یا جیسے کہ وہ بھوکا جو کسی ایسے شخص کے پاس جا حاضر ہو جو اسے لذیذ کھانے
گن کر سنادے۔ پس ہر وعظ جس سے تیری کوئی ایسی صفت نہ بدلے کہ جس سے تیرے افعال
پر اثر ظاہر ہو یہاں تک کہ تو اللہ کا مقبول بنجائے اور دنیا کی (رسومات) سے باز آجائے اور
(شریعت) کی طرف پوری طرح سے متوجہ ہو جائے ہرگز مفید نہیں ہے بلکہ تجھ پر خدا کی ایک
حجت قائم ہو رہی ہے جسکو اگر تو نجات کا وسیلہ تصور کرے گا تو دھوکا کھائیگا (مغرورین
کی چوتھی قسم صوفی ہیں) اور سب سے زیادہ دھوکا میں آجکل کے تصوف کے دعویدار ہیں (امام غزالی
یہ بات اپنے زمانہ کے صوفیوں کے بارہ میں فرمارہے ہیں اور اب ہمارے زمانہ کا تو خدا حافظ) مگر
جسے خدا بچائے یہ لباس گفتگو اور ظاہر شکل پر بھولے بیٹھے ہیں انہوں نے لباس و ہیئت میں
سچے صوفیوں کے ساتھ مشابہت کر رکھی ہے اور انکے الفاظ آداب اور مراسم و اصطلاحات
اور گانا سننے اور ناچ دیکھنے کے ظاہری حالات اور طہارت و نماز مصلی پر سر جھکا کر فکر
مندانہ طرز پر گریبان میں منہ ڈالکر بیٹھنا لمبے سانس لینے بات کرتے اور آواز دیتے
وقت نیچا آواز نکالنا وغیرہ اختیار کر لیے ہیں جب یہ لوگ جان لیتے ہیں کہ یہ سب
باتیں حاصل ہو گئیں تو اپنے آپکو نجات یافتہ خیال کر لیتے ہیں اور مجاہدہ و ریاضت
اور دل کے مراقبہ اور باطن کی صفائی اور خفیہ و ظاہری گناہوں سے بچنے کی کبھی
کوشش نہیں کرتے حالانکہ یہ سب باتیں تصوف کے مدارج میں داخل ہیں پھر یہ
لوگ حرام و مشتبہ اور بادشاہوں سے مال کے رعب اور عمدہ روٹی روپے پیسے وغیرہ

Marfat.com

کی طرف مائل اور ذرہ ذرہ چیز و ہنر حسد کنندہ ہوتے ہیں اور اگر انہین کا کوئی دوسرے کی
غرض میں مخالفت کرے تو اس سے اعراض کر لیتے ہیں یہ بھی ظاہراً دھوکا ہیں ہیں
انکی مثال ایسی ہے جیسے کسی عورت نے سن پایا کہ بہادروں دلیروں اور لڑنیوالوں کے
نام دیوان میں لگے ہیں دینے روزینہ کے لیے ، یہ بھی انکا سا لباس بدل بادشاہ کے
پاس پہونچی تحقیق پر وہ بدحال بڑھیا عورت نکلی اسے کہا گیا کیا تجھے بادشاہ سے
مسخر کرتے ہوئے شرم نہ آئی حکم ہوا اسے ہاتھیوں کے گرد ڈالدو انہوں نے اسے
کچل ڈالا یہانتک کہ مرگئی (ایک اور گروہ ہے) اور یہ دھوکا میں پڑے ہوئے ہیں
جبکہ انسے بری لباس اور معمولی خوراک اور مکان اور نکاح پر قناعت میں سچے صوفیا
کی مانند پیروی نہ ہوسکی اور اپنے آپ کو تصوف میں مشہور کرنیکا ارادہ ٹھانا تو لاچار
ان کے کپڑے پہنے ریشم وغیرہ تو نہ پہنا مگر اعلے قسم جیسے بلند ٹوپیاں رنگین مصلی
جنکی قیمت ریشم وطلا وغیرہ سے بھی بڑھ کر ہولے لیے یہ لوگ جبکہ ظاہری نافرمانیوں
سے نہیں ٹلتے تو انکے باطن کا کیا حال انکی غرض صرف خوش عیشی اور بادشاہوں کا
مال کھانا ہوتی ہے اور معہذا یہ لوگ اپنے آپسے بھلائی کا گمان رکھتے ہیں اُن کا
ضرر مسلمانوں کے لیے چوروں سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ لباس کے سبب لوگوں کے دل
چرلاتے ہیں اور عوام کی ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ بالآخر جب انکو ان کی
بد اعمالیوں کا پتہ چلتا ہے تو کل اہل تصوف سے بدظن ہوکر سب کو برا بھلا کہنے
لگ جاتے ہیں (ایک اور گروہ ہے) جو علم مکاشفہ خدا کے مشاہدہ کل مقامات
کے عبور وصل اور حضور خداوندی سے دوام اور قرب کے وصول کے مدعی ہیں مگر
سوائے الفاظ اور ناموں کے ان کو کچھ بھی حاصل نہیں اور مجہول الفاظ بولتے
اور بار بار دہراتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہی اولین وآخرین کا اعلے
علم ہے - اور وہ عوام چھوڑ علماء فقہاء قاری اور محدثین کو بھی حقارت کی
نگاہ سے دیکھتے ہیں حالانکہ انکی اپنی بہبودی اس بات میں ہے کہ یہ جال کو
سمیٹ اس کھیتی کو چھوڑ چند روز ان کے پاس رہکر ان مجہول الفاظ کو حل کرائیں

Marfat.com

یہ ان بے معنے کلمات کو اس طرح دہراتے ہیں گویا کہ یہ وحی کے ذریعہ کلام کر رہے ہیں اور اسرار کی خبر دے رہے ہیں اور اسی کائنات پر کل عابدوں اور عالموں کو حقیر جانتے ہیں عابدوں کو معیوب اور عالموں کو محجوب بیان کرتے اور اپنے آپکو واصل الی اللہ اور مقرب کہتے ہیں حالانکہ حقیقت میں یہ لوگ اللہ کے نزدیک منافقوں فاجروں اور صاحب دلوں کے نزدیک احمقوں جاہلوں سے ہیں نہ علم سیکھا نہ اخلاق درست کیے اور نہ دل کا مراقبہ کیا سوا خواہشات نفسانی کی پیروی اور ہذیان گوئی کے کچھ نہ حاصل کیا اگر ایسی باتوں میں مشغول ہوتے جو انکو فائدہ دیتیں تو بہتر تھا (ایک اور گروہ ہے) انہوں نے ظاہری اعمال اچھے کیے اور حلال کو طلب کیا اور امراض دل کی تلاش میں مشغول ہوئے مگر ساتھ ہی زہد اور توکل، رضا صبر کے مقامات کے مدعی ہو بیٹھے مگر ان مقامات کی حقیقت و شروط اور علامات سے بالکل بے خبر رہے کوئی تو وجد کے مدعی ہو کر اللہ کے محب بنے اور یہ گمان کیا کہ اللہ کی محبت میں فریفتہ ہیں معہذا اللہ کے بارے میں ایسے ایسے فاسد خیالات کہتے ہیں جو بذات خود کفر اور بدعت ہیں۔ خدا کو پہچاننے کے قبل محبت کا دعوی کر لیتے ہیں اور یہ کبھی ہو نہیں سکتا حالانکہ یہ خدا کے ممنوعات سے نہیں بچتے۔ اور نہ ہی اللہ کے احکام کو ہوائے نفسانی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور اگر کسی بری بات کو چھوڑتے ہیں تو مخلوق کی شرم سے اگر کہیں علیحدگی میں ہوں تو محض اللہ کے حیا کی وجہ سے ہرگز نہیں چھوڑ سکتے اور نہیں خیال کرتے کہ یہ باتیں حب کے مخالف ہیں اور بعض قناعت و توکل کیطرف مائل ہیں پس توکل کو پورا کرنے کے لیے بغیر سامان جنگلوں میں جا لیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ یہ تو بدعت ہی کیونکہ صحابہ اور سلف صالحین نے جو کہ توکل کے بارہ میں زیادہ علم رکھتے تھے کبھی ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے توکل کے معنے بغیر سامان کے روح کو خطرات میں ڈالنا نہیں سمجھا بلکہ سامان لیتے مگر بھروسا اللہ پر رکھتے نہ کہ سامان پر یہ لوگ اگرچہ سامان کو چھوڑ دیتے ہیں مگر پھر بھی کسی نہ کسی سبب پر دل میں یقین کیے ہوتے ہیں کوئی موجب نجات مقام ایسا نہیں جس میں دھوکے نہ لگ سکیں اور بہت لوگ ان دھوکوں میں پھنسے پڑے ہیں۔ ہمنے اسکو آفات کے بیان

میں احیاء العلوم کے ربع منجیات میں مفصل ذکر کیا ہے (ایک اور فرقہ ہے جنہوں نے اپنے آپ پر کھانے کی تنگی کر رکھی ہے حتے کہ حلال محض حاصل کرتے ہیں مگر اس ایک خصلت کے سوا باقی ظاہری و باطنی اعمال سے بے پرواہ ہیں اور انہی میں کے بعض اپنے کھانے پینے کمانے ہیں تو حلال کو استعمال کرتے اور اسی فکر میں لگے رہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اللہ بندوں سے شریعت کی پوری پوری تابعداری اور اطاعت کے سوا کبھی راضی نہیں ہوتا جو شخص بعض باتوں میں پیروی کرے اور بعض کو چھوڑ دے وہ دھوکہ میں ہے (ایک اور گروہ ہے جو حسن خلق۔ تواضع۔ اور نرمی کے مدعی ہیں۔ اور صوفیا کی خدمت کو شیوا اگر دانا چند لوگ جمع کر لیے اور انکی خدمت ذمہ لی اور اس کام کو دنیا اور مال جمع کرنے کا ذریعہ بنایا ان کاموں سے انکی غرض دنیا کی بہتات اور بڑائی ہوتی ہے اور وہ اس خدمت سے تواضع اور نرمی اور خدمت کا اظہار کرتے ہیں اور وہ حرام اور مشتبہ مال اپنے خرچ کرنے کو جمع کر لیتے ہیں تاکہ اس قسم کی بہت سی جماعت پر خرچ کر سکیں اور اس خدمت کی وجہ سے انکا نام مشہور ہو اور بعض لوگ بادشاہوں اور ظالموں سے مال لیکر صوفیوں کو حج کرانے پر خرچ کرتے ہیں اور اس فعل میں اپنی غرض نیکی اور خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کی خیال کرتے ہیں مگر فی الحقیقت ان سب امور سے غرض ریا اور سمعہ ہوتی ہے انکا کل احکام الٰہی کو چھوڑ کر صرف حرام مال لیکر خرچ کرنے پر خوش ہو بیٹھنے کی مثال اور اس شخص کی مثال جو کہ حرام مال حج کے رستہ میں خرچ کرے اس شخص کی طرح ہے جو مسجد تعمیر کرائے اور اس میں نجاست لاکر بھر دے اور خیال کرے کہ میری اس سے غرض تو آبادی مسجد ہے (ایک اور گروہ ہے جو مجاہدہ۔ تہذیب اخلاق۔ نفس کو عیوب سے پاک کرنے میں مشغول ہوئی مگر وہ صرف نفس کے عیوب اور اس کے دھوکوں کو پہچاننے کی علم میں ہی پھنسے رہے پس وہ ہر وقت عیوب نفس کے بارہ میں کلام کی باریکیوں سے استنباط میں لگے رہتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں نفس میں فلاں عیب ہے (اور چونکہ

ے یہ کتاب بھی اردو میں طبع ہو چکی ہے قیمت (مثلے) عبدالرحیم

Marfat.com

ہم اس سے غافل ہیں (غفلت بھی ایک عیب ہے) یعنے اس سے ایک کی بجائے دو عیب ہو گئے بکی
مانند کبھی کبھی مسلسل کلمات اور نقاط نکالتے رہتے ہیں انہوں نے بھی اپنا سب کا سب وقت
ضائع کیا کیونکہ یہ صرف اپنے نفس میں ہی منہمک رہے اور خدا کے ساتھ تعلق پیدا نہ کیا انکی
مثال اس طرح ہے جیسے کوئی حج کے اوقات اور گھاٹ ہونے پر تو پہونچ گیا مگر حج کو مسنون
طریقہ سے ادا نہ کیا یہ کام اسے حج سے مستغنی نہ کریگا یہ بھی دھوکا ہے ہیں (ایک اور گروہ
ہے) جنہوں نے اس مرتبہ سے گذر کر سلوک کا رستہ اختیار کیا مگر ابھی معرفت کا ایک
ہی دروازہ کھلا تھا کہ اس کے ابتدائی عجائبات دیکھ کر ہی حیران ہو کر خوش ہو بیٹھے
اس جگہ دل لگا اور اپنے پر اس دروازہ کے کھلنے اور دوسروں کے لیے بند رہنے کی
کیفیت ہی سوچا کیے اور یہ بھی دھوکا ہے کیونکہ اللہ کے رستہ کے عجائبات بیشمار ہیں
جو ہر عجیب بات پر رک جائے اسکی رفتار سست پڑ جائیگی اور مقصد تک نہ پہونچ
سکیگا انکی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو ملنے کو آئے مگر جب اس کی
دہلیز میں باغ شگوفے اور جگمگاہٹ دیکھی جیسے کہ کبھی اس نے قبل ازین نہ دیکھی تھی تو اسی
دیکھنے ٹھیر گیا یہانتک کہ بادشاہ کی ملاقات کا وقت گذر گیا اور یہ محروم واپس لوٹا
(ایک اور گروہ ہے) جو انسے تو آگے بڑھے اور جو انوار رستہ میں پیش آئے اور جو
انعام ہوئے انکی طرف تو التفات نہ کیا بلکہ رستہ طے کرنے میں کوشاں رہے مگر جب وصول
کے قریب پہونچے تو خیال کیا کہ ہم واصل ہو چکے ہیں پس ٹھیر گئے اور بقیہ رستہ طے
نہ کیا اور غلطی کھائی کیونکہ اللہ جل و علے کے نور اور ظلمت سے ستر پردے ہیں جب
سالک ان حجابوں میں سے کسی کے پاس پہونچتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا
تک پہونچ گیا چنانچہ خدا تعالی نے حضرت ابراہیم ؑ کے قصہ میں اسی بات کی طرف اشارہ
کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ اللَّیْلُ رَاٰی کَوْکَبًا قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ ترجمہ پس جب
اسپر رات آئی تو اسنے (ابراہیم نے) ستارہ دیکھ کر کہا یہ میرا رب ہے (امام موصوف اس
آیت سے استخراج کرتے ہیں کہ جب پہلی ظلمت کا پہلا پردہ ستارہ کی صورت میں ظاہر ہوا تو حضرت
ابراہیم نے خیال کیا کہ میں خدا تک پہونچ گیا اسیطرح باقی پردوں کے بارہ آپنے غلطی کھائی)

Marfat.com

بندہ اور خدا کے درمیان پہلا حجاب نفس کا ہے کیونکہ یہ خدا کا عالی شان امر ہے اور اللہ کے انوار سے ایک نور ہے یعنے اس دل کے اسرار جس میں حق کی حقیقت کی کامل حالت میں تجلی ہو چکی ہوتی ہے کہ وہ اس نور کے اٹھانے سے کل عالم سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اس نور کی مدد سے کل صورتوں کا احاطہ کر لیتا ہے اسوقت اس کے دل کا نور خوب چمک اٹھتا ہے یہانتک کہ کل وجود کی حقیقت اسپر ظاہر ہو جاتی ہے ابتدا امر میں دل ایک تاریکی میں چھپا ہوا تھا جب نور حق اسپر تجلی کرتا ہے اور اللہ کے نور کی تجلی کے بعد خود اس کے دل میں اسکا جمال منکشف ہو جاتا ہے تو بعض وقت اس دل والا جب اپنے دل میں ایسا حد سے بڑھا ہوا جمال جسکی وجہ سے یہ بیہوش ہو جاتا ہے دیکھتا ہے تو کبھی کہنے لگ جاتا ہے انا الحق (میں ہی خدا ہوں) اگر وہ اس نور کے علاوہ اور چیز پر یعنی جسکی طرف سے یہ نور آیا) واقف نہ ہو اور اس حالت میں ٹھیر گیا تو ہلاک ہو گیا اسی طرح جب نصاری نے حضرت عیسے ؑ پر اللہ کے نور کا اشراق دیکھا تو غلطی کھا گئے یعنے اُسکو خدا سمجھ لیا جیسکہ کوئی شخص شیشے یا پانی میں ستارہ کو دیکھ پائے پس یہہ گمان کرے کہ یہ اصلی ستارہ ہے پانی یا شیشے میں اسے پکڑ لے کو ہاتھ مارے تو وہ دہوکہ کھائے گا اللہ کیطرف چلنے کے رستہ میں کئی قسم کے دہوکے لگ جاتے ہیں جو کہ بڑی بڑی ضخیم جلدوں میں بھی کل خفیہ علوم کی شرح سے قبل شمار بھی نہیں کیے جا سکتے اور یہ ایسی بات ہے جس کے اظہار کی اجازت نہیں (یعنے اللہ کے اسرار کو ظاہر کرنا منع ہے) اور کبھی اس وجہ سے (اسی انداز کے مطابق اظاہر کرنا جائز بھی ہے تاکہ کوئی بھٹکا ہوا اس میں دہوکا نہ کھا جائے اور اللہ کیطرف سے ہے توفیق اور وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا نگہبان اور نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کی طاقت رکھتے ہیں بجز مدد اس اللہ کے جو کہ علی و عظیم ہے اور رحمت بھیجے اللہ تعالے ہمارے سردار حضرت محمد پر اور انکی اولاد و سب اصحاب پر۔ آمین

Marfat.com

Marfat.com